احمد ندیم قاسمی

ہم سب ماؤں کی اولاد ہیں اور ماں عورت ہوتی ہے

یوں تو ہر روز اس طرح کی خبریں پڑھنے کو ملتی ہیں کہ عورت کے ساتھ بربریت برتی گئی' عورت اغوا ہو گئی' عورت قتل ہو گئی' مگر چند روز پہلے میں نے اس طرح کی روح فرسا خبریں پڑھیں تو دل دہل گیا---

"بیٹی کو گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ باپ کے ہاتھوں بیٹی قتل ہو گئی۔ ماں اور بیٹی دونوں مار ڈالی گئیں۔ بیوی کو شوہر کے نے قتل کر دیا۔ عورت اپنے شوہر کے ہاتھوں ماری گئی۔ بیٹے نے ماں کو مار ڈالا۔ بھائی نے بہن کو چھرا مار دیا۔ لڑکی جلا دی گئی۔ بھابھی قتل کر دی گئی۔"

یہ اور اس طرح کی متعدد دوسری خبریں پڑھ کر میرے ذہن میں چند سوال اٹھے۔ میں نے سوچا کیا خواتین کو غیرت کے نام پر مار ڈالنے والے یہ نہیں دیکھتے کہ عورت تو عالم انسانیت کا مقدس ترین وجود ہے۔ وہ ماں ہے' بیوی ہے' بہن ہے' بیٹی ہے اور کیا ماؤں' بیویوں' بہنوں اور بیٹیوں کو صفحہ ہستی سے مٹانا' انسانیت کی نفی نہیں ہے؟ کیا ہمارے بڑے بڑے ارباب سیاست نے عورت کو غیرت اور ناموس کے نام پر قتل کر دینے کا سلسلہ حتمی طور پر بند کرنے کے لیے کوئی ملک گیر تحریک کبھی شروع کی؟ کیا ہمارے دینی رہنماؤں نے یک آواز ہو کر یہ نعرہ سر کیا ہے کہ عورت کا قتل اسلامی تعلیمات کی مکمل نفی ہے؟ لاکھوں کے جلوس نکالنے اور گھیراؤ جلاؤ کرنے والے بزرگوں نے کبھی پاکستانی معاشرے کے اس پھوڑے کے علاج معالجے کے بارے میں بھی سوچنے کی زحمت فرمائی ہے؟ کیا ہم سب اپنی ماؤں کی اولاد نہیں ہیں؟ کیا ہم

بہنوں کے بھائی، بیٹیوں کے باپ اور بیویوں کے شوہر نہیں ہیں؟ کیا ہمارا فرض اب صرف یہ رہ گیا ہے کہ اس روشنی کو بجھا دیں جو انسانی زندگی کی راہیں منور رکھتی ہے؟ کیا اس وجود کے پیٹ میں گولیاں اتارنا اور خنجر مارنا جائز ہے جس کے قدموں کے نیچے جنت ہے اور جو زمین پر خداوند تعالیٰ کی رحمتوں کی نمائندہ ہے؟ مجھے معلوم ہے میرے یہ الفاظ ہمیشہ کی طرح آج بھی بے اثر ثابت ہوں گے مگر میں اور میرے ہم خیال زندگی بھر یہی پکارے جائیں گے کہ شاید کبھی کسی کا ایمان بیدار ہو۔ میں نے ایک بار کہا تھا!

شاید مستقبل کا مورخ ہی سن لے
پتھر کی دیوار پہ دستک دیتا ہوں
میرا کمال فن ہے امکانات کی سیر
ریت پہ بیٹھا پھول بناتا رہتا ہوں

میں اسی "امکان" اسی "دستک" کے زیراثر یہ سب کچھ لکھ رہا ہوں۔

پچھلے دنوں سینٹ میں عورت کے "احترام" کا جو معیار دیکھنے سننے میں آیا ہے، اس نے حقوق انسانی کے کتنے ہی علم برداروں کو چکرا کر رکھ دیا ہے۔ بڑے بڑے جغادری انسان دوست اور روشن خیال اصحاب بھی تعصب اور تنگ نظری کی دلدل میں ناک ناک تک دھنس گئے۔ غیرت کے نام پر خواتین کے قتل کے خلاف سینٹ میں جو بے ضرر قرارداد پیش کی گئی، اس کی حمایت میں صرف دو ووٹ آئے اور ہمارے باقی سیاست دانوں اور دانش وروں نے اس قرارداد کی مخالفت کر کے بالواسطہ طور پر یہ اعلان کیا کہ غیرت کے نام پر عورت کا قتل جائز ہے۔ ذاتی طور پر مجھے دو حضرات کے اس خاتون دشمن رویے پر صدمہ پہنچا۔ جناب اجمل خٹک پشتو کے ایک عمدہ شاعر ہیں اور ادب میں ترقی پسندی کی تحریک کے اہم کردار ہیں۔ اسی حوالے سے ان سے میری یاد اللہ ہے۔ جب سینٹ کے متذکرہ اجلاس میں وہ بھی ان نمائندگان کرام کی صف میں شامل ہو گئے جو عورت کی اس نوعیت کے قتل کو جائز سمجھتے ہیں تو

مجھے یوں محسوس ہوا جیسے آسمان کا ایک ٹکڑا گرا ہے اور چھن سے ٹوٹ گیا ہے۔ وہ عوامی نیشنل پارٹی کے ایک بہت اہم عہدیدار ہیں مگر انہی کی پارٹی کے اسفندیار ولی بھی تو بڑے عہدیدار ہیں' انہوں نے تو پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے سیمینار منعقدہ پشاور میں ''غیرت کے نام پر قتل'' کے موضوع پر تقریر فرمائی اور یوں واضح ہو گیا کہ باضمیری کسے کہتے ہیں' باشعور ہونا کیا ہوتا ہے اور روشن خیالی کا مفہوم کیا ہے۔

محترم اجمل خٹک کا طرز عمل' ظاہر ہے کہ' سیاسی مصلحت کا نتیجہ ہے' مگر ان کے سے دانشور کے لیے سیاسی مصلحتیں ان کی زندگی بھر کے نظریات اور اصولوں کے سامنے نہیں ٹھہر سکتیں۔ بعینہ مجھے سینٹ کے چیئرمین وسیم سجاد صاحب کے طرز عمل پر بھی حیرت ہے۔ ان سے میرا تعارف تک نہیں ہے۔ مگر وہ ایک محترم ماہر قانون کے صاحبزادے ہیں اور خود بھی ماہر قانون مانے جاتے ہیں۔ انہوں نے آئین کی بعض غیر متعلق شقوں کا سہارا لے کر قرار داد کو مسترد کرا دیا اور یوں پوری دنیا کو یہ تاثر دیا کہ پاکستان میں کسی نہ کسی بہانے عورت کے قتل کو روکا نہیں جا سکتا۔ سوال یہ ہے کہ پاکستان کی عورتیں کیا مردوں کی کنیزیں ہیں؟ کیا ان کا کردار صرف خادماؤں کا ہے؟ کیا مرد معاشرے میں عورت کی صدیوں کی محکومی پر پاکستانی عورت کو ہمیشہ کے لیے صبر شکر کر لینا چاہیے؟ کیا اسلام غیرت کے نام پر عورت کو من مانے انداز میں قتل کر دینے کی اجازت دیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا ہمارا آئین اس قدر کمزور ہے کہ وہ عورت کا تحفظ کرنے سے قاصر ہے؟ میرے خیال میں ایسا نہیں ہے۔ کیا پاکستان کا مروجہ قانون عورت کے بنیادی حقوق کی نفی کرتا ہے؟ بالکل نہیں۔ غیرت کے نام پر عورت کا بہیمانہ قتل سراسر انسانی بلکہ اسلامی مسئلہ ہے۔ مگر سینٹ کی طرف سے متذکرہ قرار داد کی مخالفت درحقیقت عورتوں کو کھلے عام قتل کرتے رہنے کی ترغیب ہے۔ ایک اطلاع کے مطابق صرف جنوبی پنجاب میں سال رواں کے ماہ جنوری سے جولائی تک' غیرت کے نام پر' چوالیس (۴۴) عورتیں قتل ہوئی ہیں (جنوبی پنجاب میں ملتان' ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور ڈویژن شامل ہیں)۔ سندھ میں

کارو کاری کے نام پر صدیوں سے جس طرح عورتوں کا شکار کھیلا جارہا ہے' اس کا حساب الگ ہے۔ سرحد میں' خاص طور پر قبائلی علاقے میں بھی اس "غیرت" کا جذبہ انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔ بلوچستان کی بھی کم و بیش یہی صورت حال ہے اور شمالی پنجاب بھی مستثنیٰ نہیں ہے۔ یوں سمجھئے کہ پورے ملک میں یہ عورت دشمن وبا پھیلی ہوئی ہے اور مدت مدید سے پھیلی ہوئی ہے۔ مگر آزاد پاکستان' جمہوری پاکستان' اسلامی پاکستان کے پاس اس جبر و ستم کا کوئی حل موجود نہیں ہے؟ کیا جناب اجمل خٹک اور جناب وسیم سجاد کو اس امر کا احساس ہے کہ قرارداد کے اس استرداد کا معاملہ مستقبل کے مورخ کے پاس پہنچے گا تو آئندہ نسلیں ہمارے بارے میں کتنی نفرت سے سوچیں گی۔

☆☆☆